اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اس سے کون سا وقت مراد ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)

Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Pin-7593 تاریخ: 31-05-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ حدیث مبارک میں ہے کہ اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، یہاں کون سا وقت مراد ہے؟ اذان کے دوران دعا قبول ہوتی ہے یا اس کے بعد؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، اس سے "اذان مکمل ہونے کے بعد کا وقت" مراد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حدیث مبارک میں قبولیتِ دعا کے اوقات بیان کرتے ہوئے "الدعاء عند النداء" یعنی "اذان کے وقت دعا کرنے" کے کلمات وارد ہوئے ہیں اور شارحینِ حدیث نے اس وقت کی تعیین کے حوالے سے کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے "اذان مکمل ہونے کے بعد کا وقت" مراد ہے، اس لیے کہ جب اذان ہو رہی ہوتی ہے، تو وہ اذان کا جواب دینے کا وقت ہے، لہٰذا اذان ختم ہونے کے بعد دعا کی جائے گی اور اس کی تائید اس حدیث مبارک سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان کے بعد دعا کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ثنتان لا تردان أو قلما تردان: الدعاء عند النداء وعند البأس حين يلحم بعضه و بعضا" ترجمہ: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، یا کم ہی رد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی گئی دعا اور جنگ کے وقت کی گئی دعا، جب دونوں گروہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا

ہوں۔ (سنن ابی داؤد، ج 3، ص 21، رقم الحدیث 2540، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ **مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:** ”أقول: قرن الدعاء بين الأذانين عند حضور الشيطان بعد الأذان لإيقاع الخطرات والوساوس ودفع المصلي إياه بالالتجاء والاستغاثة“

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ **اذان ہو جانے کے بعد** اذان و اقامت کے درمیان دعا کو ملانا، اس وجہ سے ہے کہ وہ وساوس ڈالنے کے لیے شیطان کے آنے کا وقت ہے اور یوں نمازی التجاء کرکے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرکے اُسے دور کرے گا۔ **(شرح المشکاۃ للطیبی، ج 3، ص 919، مطبوعہ الریاض)**

ذکر کردہ حدیث مبارک کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یعنی مؤذن کے اذان سے فارغ ہوتے ہی، نہ کہ دورانِ اذان کہ وہ جوابِ اذان کا وقت ہے۔“

(مرآۃ المناجیح، ج 1، ص 418، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا، جس کا نام ”باب الدعاء عند النداء“ رکھا، اس پر کلام کرتے ہوئے بخاری شریف کی مشہور و معروف شرح ”عمدۃ القاری“ میں علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ای ھذا باب فی بیان الدعا عند تمام النداء و ھو الاذان و قال بعضھم انما لم یقیدہ بذلک اتباعا لاطلاق الحدیث قلت: لیس فی لفظ الحدیث ھذہ الفظۃ وفی لفظ الحدیث ایضا مقدر و الا یلزم ان یدعو و ھو یسمع وحالۃ السماع و قت الاجابۃ والدعاء بعد تمام السماع“ ترجمہ: یعنی یہ باب اذان مکمل ہونے کے وقت دعا کرنے کے بارے میں ہے، نداء کا مطلب اذان ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس باب کے عنوان میں اذان مکمل ہونے کی قید حدیث کی اتباع کی وجہ سے ذکر نہیں کی کہ حدیث میں مطلق ذکر ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں: حدیث کے الفاظ میں اذان مکمل ہونے کے الفاظ مذکور نہیں، لیکن حدیث کے لفظ میں بھی یہ (اذان مکمل ہونے کے) الفاظ مقدر ہوں گے، ورنہ اذان سنتے ہوئے دعا کرنا لازم آئے گا اور حالتِ سماع (اذان سننے کی حالت) جوابِ اذان کا وقت ہے اور دعا کا وقت سماع کے مکمل ہونے کے بعد ہے۔

(عمدۃ القاری، ج 5، ص 121، دار الفکر، بیروت)

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت ایک حدیث ذکر فرمائی، جس میں نبی پاک

صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من قال حین یسمع النداء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلاۃ القائمۃ اٰت محمدا الوسیلۃ و الفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ“ ترجمہ: جو اذان سنتے وقت یہ کہے: ”اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلاۃ القائمۃ اٰت محمدا الوسیلۃ و الفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ حلت لہ“ تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (صحیح البخاری، ج 1، ص 126، رقم الحدیث 614، مطبوعہ مصر)

اس کے تحت ”عمدۃ القاری“ میں ہے: ”وظاھر الکلام کان یقتضی ان یقال: حین سمع بلفظ الماضی لان الدعاء مسنون بعد الفراغ من الاذان لکن معناہ حین یفرغ من السماع او المراد من النداء تمامہ اذ المطلق محمول علی الکامل و یسمع حال لا استقبال و یؤیدہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص اخرجہ مسلم بلفظ: (قولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ) ففی ھذا ان ذلک انما یقال عند فراغ الاذان“ ترجمہ: کلام کا ظاہر تقاضا کرتا ہے ”حین یسمع“ کی بجائے ”حین سمع“ ماضی کے صیغے ارشاد فرمائے جاتے، کیونکہ دعا اذان سے فارغ ہونے کے بعد مسنون ہے، لیکن ”حین یسمع“ کا مطلب ”حین یفرغ“ ہے یعنی جب اذان سن کر فارغ ہو جائے یا اذان سے مراد مکمل اذان ہے، اس لیے کہ مطلق کامل فرد پر محمول ہوتا ہے اور (یہاں) ”یسمع“ زمانہ حال کے لیے ہے، نہ کہ استقبال کے لیے اور اس کی تائید حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہوتی ہے، جس امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے روایت کیا کہ اس کی مثل کہو، جو مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔ تو اس میں یہ موجود ہے کہ اذان سے فارغ ہونے کے بعد دعا کی جائے گی۔ (عمدۃ القاری، ج 5، ص 122، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

03 ذو الحجۃ الحرام 1446ھ/31 مئی 2025ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جا سکتی ہے